سرور دو عالمؐ کی مدنی زندگی

(از مولوی حافظ عبدالخالق صاحب خالدی متعلم مدرسہ رحمانیہ دہلی)

(۱)

سرور کائنات جب خلعت نبوت سے سرفراز کئے گئے اسوقت مکہ میں تھے یہاں تیرہ سال تک متواتر آپ اپنے فرائض انجام دیتے رہے لیکن آپ کو امید افزا کامیابی نہ ہوئی بلکہ دن بدن کفار کی ایذارسانی میں زیادتی ہوتی گئی۔ حضرت خدیجہؓ اور ابوطالب کی وفات کے بعد بوجہ مصائب و آلام آپ پر سرزمین مکہ تنگ ہوگئی اگرچہ آفتاب رسالت مکہ میں طلوع ہوا تھا مگر اس کی شعاعیں مدینہ میں کافی طور پر پھیل چکی تھیں اس لئے آپ نے بحکم ایزدی مدینہ جانیکا قصد کیا، کفار کو جب اسکا پتہ لگتا ہے تو رات کے وقت حضورؐ کے گھر کا محاصرہ کر لیتے ہیں اور آپ کے قتل کی پوری تیاریاں ہونے لگتی ہیں لیکن آپ کسی کی پرواہ نہیں کرتے اور حضرت علیؓ کو اپنی جگہ پر سلا کر کفار کے سامنے سے ان کی آنکھوں میں خاک ڈالتے ہوئے اور سورہ یٰسین کی تلاوت کرتے ہوئے بال بال بچکر نکل جاتے ہیں اور کفار مکہ کی تمام حسرتیں خاک میں مل جاتی ہیں۔

سچ ہے ع دشمن چہ کند چوں مہرباں باشد دوست۔

راہ میں بھی آپ کو کچل ڈالنے کی انتہائی کوششیں کی جاتی ہیں مگر سب بے سود کیونکہ خلاق عالم نے حفاظت کا وعدہ فرمالیا تھا وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ الایۃ یعنی اے میرے حبیب آپ غم نہ کریں خدا لوگوں سے آپ کی ہر جگہ حفاظت کریگا۔ چونکہ تشریف آوری کی خبر مدینہ میں پہنچ چکی تھی اسلئے تمام شہر مجسمہ انتظار بنا ہوا تھا ہر شخص مسرور نظر آتا تھا مدینہ کا ہر متنفس آپ کے دیدار کی تڑپ اپنے دل میں محسوس کر رہا تھا ہر روز لوگ کچھ فاصلے پر استقبال کے لئے جاتے اور گھڑیوں انتظار کر کے اپنی تمام حسرتوں کو لئے ہوئے واپس لوٹ آتے تھے ایک روز ایک یہودی اپنے قلعہ پر سے دیکھتا ہے کہ حضورؐ تشریف لا رہے ہیں چنانچہ وہ اہل مدینہ کو خبر کرتا ہے انصار اس خبر کو سنتے ہی بے تابانہ ہتھیاروں سے سج سج کر استقبال کیلئے نکل پڑتے ہیں آپ جب مقام قبا میں پہنچتے ہیں تو جو قبائل وہاں آباد تھے خصوصاً بنی عمرو بن عوف حضورؐ کو دیکھکر انتہائی خوشی میں آکر نعرۂ تکبیر بلند کرتے ہیں یہی وہ لوگ ہیں جنکو سرور دو عالمؐ کی میزبانی کا شرف حاصل ہوا وہ مسلمان جو مدینہ میں آباد تھے آپ کے سامنے آتے تھے اور جوش مسرت سے سلام کرتے تھے۔ یہاں آپ چودہ روز تک قیام فرماتے ہیں اس اثناء میں ایک مسجد آپ نے تعمیر کرائی۔ جہاں اور مزدور اس میں کام کرتے تھے آپ بھی ان کے ساتھ معماری میں برابر حصہ لیتے تھے لوگ آپ کو مجبور کرتے تھے مگر آپ برابر بھاری بھاری پتھر اٹھا کر مزدوروں کے ساتھ شرکت فرما رہے تھے۔ یہ مسجد سب سے پہلے اسلام میں بنائی گئی اس کا تذکرہ قرآن پاک یوں کرتا ہے لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى مِنْ اَوَّلِ يَوْمٍ اَحَقُّ

اَنْ تَقُوْمَ فِيْهِ فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ - الآیہ

مسجد کی تعمیر سے فراغت کے بعد آپ شہر میں داخل ہوتے ہیں راستہ میں جمعہ کا وقت آجاتا ہے۔ آپ تمام اصحاب کے ساتھ نماز جمعہ باجماعت ادا کرتے ہیں یہ جمعہ اسلام میں سب سے پہلا ہے جب آپ شہر میں داخل ہوئے تو مدینہ میں خوشی کی لہر دوڑ جاتی ہے شریف خاتونیں بے ساختہ اپنے اپنے مکانوں کی چھتوں پر چڑھکر انتہائی مسرت کی بنا پر یہ اشعار پڑھتی ہیں ؎

طلع البدر علینا من ثنیات الوداع + وجب الشکر علینا ما دعا للہ داع

یعنی "کوہ وداع کی گھاٹیوں سے چاند طلوع ہوگیا۔ ہم پر شکر واجب ہے جب تک دعا مانگنے والے دعا مانگیں"۔ مدینہ میں معصوم بچیاں اپنے گھروں میں اور بازاروں میں یہ گاتی پھر رہی تھیں ؎ نحن جواری بنی النجار۔ یاحبذا محمدًا من جار۔ ہم قبیلہ بنی نجار کی لڑکیاں ہیں۔ محمدؐ کتنا پسندیدہ ہمسایہ ہے۔ مسلمانوں کے سارے بچے بچیاں سرور نغمے گلی اور کوچے خدا کی حمد سے معمور تھے۔ نبی کی سواری جس طرف ہوکر جاتی درود وصلوات کے نغمات سے فضا گونج جاتی۔ ہر شخص یہ چاہتا تھا کہ حضورؐ کی میزبانی کا شرف مجھے حاصل ہو۔ جو انصاری آپ کے سامنے آتا اپنا مال واولاد اور اپنی ہر محبوب چیز آپ پر تصدق کررہا تھا آخر بمشیت ایزدی آپ کی اونٹنی حضرت ابوایوب انصاری کے گھر کے سامنے بیٹھ جاتی ہے اور اسطرح خدا تعالیٰ سرور کونین کی میزبانی کا شرف انکو عطا فرماتا ہے۔

تعمیر مسجد نبوی مدینہ میں قیام فرمانے کے بعد سب سے پہلے آپنے یہ کام کیا کہ قبیلہ نجار کی زمین پڑی ہوئی تھی اس کو قیمتاً مول لیتے ہیں اور وہاں مسجد نبوی کی بنیاد ڈالتے ہیں۔ شاہ کونین پھر مزدور کے لباس میں ملبوس تھے یعنی صحابہ کے ساتھ ملکر برابر کام میں حصہ لے رہے تھے اثنائے تعمیر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ شعر پڑھتے جاتے تھے ؎

اللھم لاعیش الاعیش الآخرہ + فاغفر للانصار والمھاجرہ

مسجد کیا تھی اسلام کی سادگی کا مکمل نمونہ تھی کچی اینٹوں کی چنائی کھجور کی ٹہنیوں اور شاخوں کا چھپر اور کھجور کے ستون بارش کے زمانہ میں مسجد میں کیچڑ ہوجایا کرتی تھی تھوڑی مدت کے بعد اس سے بچنے کیلئے آپنے سنگریزے بچھوا دیے تھے مسجد کے کنارے "صفہ" نامی ایک چبوترہ تھا یہ سرکار دوعالم کی درسگاہ تھی یہاں وہ غریب الوطن مسلمان زندگی گذارتے تھے جو انتہائی غربت میں رہ کر علم دین سیکھا کرتے تھے اور جن کو اصحاب صفہ کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ اسوقت آپ کے نکاح میں حضرت سودہ اور حضرت عائشہ آچکی تھیں اسلئے آپنے مسجد کے متصل ہی دو حجرے بھی بنوائے - یہ ازواج مطہرات کی جائے سکونت تھی۔ بعد میں ازواج مطہرات کا دائرہ وسیع ہوتا گیا اور آپ حجرے تعمیر کراتے گئے۔

اسلام میں اذان کی ابتدا مکہ مکرمہ میں نماز باجماعت پڑھنا مشکل امر تھا لیکن جب آپ مدینہ میں تشریف لائے تو یہاں ہر قسم کا امن وامان قائم ہوچکا تھا اب اس امر کی ضرورت تھی کہ تمام مسلمان یکجا جمع ہوکر

نماز با جماعت ادا کریں کیونکہ اسلام ہر قدم پر اتحاد کی تعلیم دیتا ہے بظاہر اسکی کوئی تدبیر معلوم نہ ہوتی تھی حضورؐ کے سامنے صحابہ کرام نے مختلف مشورے پیش کئے لیکن حضرت عمرؓ کا مشورہ دربار نبوی میں قبول ہو جاتا ہے یعنی پنجوقتہ اذان دی جائے اس سے نماز کی اطلاع بھی بخوبی ہو سکتی ہے اور ہر دن میں پانچ مرتبہ اسلام کی دعوت کا اعلان بھی ہو سکتا ہے بالآخر ایک الہامی خواب کے ذریعہ اس طرح اذان کی ابتدا ہوتی ہے جس پر آجتک عمل ہو رہا ہے۔

انصار کا ایثار اذان وجماعت کے نظام کے بعد اس امر کی ضرورت محسوس ہوئی کہ وہ مہاجرین جو اپنے مال واولاد اسلام کی خاطر چھوڑ کر آئے ہیں ان کی رہائش کا خاطر خواہ انتظام کیا جائے اگرچہ ان میں اکثر مالدار تھے لیکن فی الحال بے سروسامانی کی حالت میں تھے۔ حضورؐ ایک ایک انصار اور مہاجر کو بلاتے ہیں اور ان میں مواخاۃ اور بھائی چارگی پیدا کر دیتے ہیں انصار اس بات کو دل وجان سے قبول کرتے ہیں اور ہر انصاری ہر ایک مہاجر کو اپنا حقیقی بھائی تصور کرنے لگتا ہے حتیٰ کہ وفات کے بعد ان میں وراثت کو جاری کرنے لگتے ہیں مگر اسلام نے اسکو روک دیا۔ واولوا الارحام بعضھم اولیٰ ببعض الآیہ ہر ایک انصاری نے اپنے مہاجر بھائی کو اپنی ہر چیز میں سے نصف حصہ دیدیا جنکی دو بیویاں تھیں ایک کو طلاق دیکر اپنے مہاجر بھائی کے نکاح میں دیدیا غرض یہ کہ ہر امر میں ایسا سلوک کرنے لگے جسکا ادنیٰ حصہ بھی انسان اپنے حقیقی قرابتمند کے ساتھ نہیں کرسکتا انصار نے ارادہ کیا کہ وہ اپنی زراعتی زمین میں سے بھی مہاجرین کو نصف دیدیں مگر خدا کے رسول نے اس سے روکا کیونکہ مہاجر اہل مکہ تھے ان کو تجارت سے وابستگی تھی زراعت سے ان کو دور کا بھی تعلق نہ تھا آخر انصار نے یہ فیصلہ کیا کہ ہم ہر قسم کا زراعتی کاروبار کرینگے اور اس میں سے نصف مہاجرین کو دینگے اس میں حضورؐ کی رضامندی تھی ۶ھ میں مسلمانوں نے بنو نضیر کو جلاوطن کیا اور ان کی زمینیں مسلمانوں کے قبضہ میں آئیں تو حضورؐ نے مہاجرین کی مشقتوں کا لحاظ کرتے ہوئے ان کو دلا دیں انصار نے اسکو خوشی سے قبول کیا اور کہنے لگے یا رسول اللہ یہ بھی ان کو دیجئے اور ہمارے نخلستانوں میں سے بھی نصف حصہ رہیگا۔ سچ فرمایا وَیُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓی اَنْفُسِھِمْ وَلَوْ کَانَ بِھِمْ خَصَاصَۃٌ الآیہ یعنی انصار باوجود حاجتمندی کے مہاجرین کو اپنے نفسوں پر ترجیح دیتے ہیں۔

لیکن یہ خیال رہے کہ مہاجرین اتنے بے شرم نہ تھے کہ پڑے ہوئے مفت کی کمائی کھاتے بلکہ جب حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کو حضرت سعد بن الربیع نے اپنا نصف مال دیدیا تو ہمدردی کا شکریہ ادا کرتے ہوئے انھوں نے بازار کا راستہ پوچھا اور تجارت کیلئے گئے اور بہت قلیل عرصہ میں بہت بڑے مالدار ہوگئے اسی طرح دوسرے صحابہ کا بھی یہی حال تھا بعض ایسے تھے جو مزدوری ومحنت کرکے اپنا پیٹ پالتے تھے اور خدا کی راہ میں دیتے تھے بعض صحابہ تو تجارت کی وجہ سے اسقدر مالدار ہوگئے کہ انکا مال سات سو اونٹوں پر لدکر آتا تھا۔ ایک وہ زمانہ تھا کہ حضور اپنی غربت کو مدنظر رکھکر صحابہ میں سے کسی کو مہمان کی میزبانی کرنیکا حکم کرتے ہیں حضرت طلحہ ان کو لیجاتے ہیں اور اپنے بچوں کو بھوکا سلاتے ہیں دونوں میاں بیوی چراغ گل کرکے خالی منہ ہلاتے ہیں اور اس طرح مہمان کا پیٹ بھرتے ہیں۔ پھر وہ زمانہ آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اسقدر فراخی عنایت کرتا ہے کہ ایک ایک مسلمان کا

سامان سات سو اونٹوں پر لد کر جاتا ہے۔ مگر اس فراخدلی کے بعد مسلمانوں نے تنگدلی سے کام نہ لیا بلکہ غربا اور خصوصًا اہل صفہ کی پوری خبر گیری رکھتے تھے جن کا کام یہ تھا کہ رات کو عبادت الٰہی میں مشغول رہتے اور دن کو حضرت کے آستانہ مبارک پر قرآن و حدیث کی تعلیم حاصل کرتے تھے۔

جنگ بدر : معاندین اسلام جہاں مذہب اسلام پر قسم قسم کے لچر اعتراضات کرتے ہیں وہاں انکا ایک بے بنیاد اعتراض یہ بھی ہے کہ مذہب اسلام کی اشاعت تلوار سے ہوئی مگر یہ ان کی جہالت کا نتیجہ ہے جہاد عین اس وقت فرض ہوا جبکہ ظلم و استبداد کا دور دورہ تھا مسلمانوں کو ملیامیٹ کرنیکے لئے کفار تہیہ کر چکے تھے محض دفاعًا جہاد کو فرض کیا جاتا ہے قرآن پاک بھی اسی حقیقت کو واضح کرتا ہے اُذِنَ لِلَّذِیْنَ یُقَاتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا۔ مسلمانو! تم اب مظلوم ہو چکے ہو اسلئے تم کو جہاد کی اجازت دی جاتی ہے۔ مخالفین پر اسلامی کتب اور تواریخ کے مطالعہ سے واضح اور روشن ہو جائیگا کہ درحقیقت مذہب اسلام کی اشاعت میں تلوار کی جھنکار کو مطلقًا دخل نہیں۔

مدینہ میں اگرچہ مسلمانوں کو مذہبی آزادی پورے طور سے حاصل ہو چکی تھی مگر آنحضورؐ کی ہجرت ہی کے دن سے کفار مکہ مدینہ پر چڑھائی کرنیکا خیال کر رہے تھے عبداللہ بن ابی منافق کو لکھ چکے تھے کہ یا تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو قتل کرو ورنہ ساتھ ساتھ اپنا بھی خاتمہ سمجھ لینا۔ چھوٹے چھوٹے دستے بھیجتے تھے وہ مسلمانوں کو لوٹتے تھے لہذا مجبورًا مسلمانوں کو بھی ان کے مقابلہ کیلئے تیار ہونا پڑا۔ حضور بھی چھوٹے چھوٹے سریوں کو اطراف میں بھیجنے لگے تاکہ کفار کو پتہ چل جائے کہ مسلمان غافل نہیں ہیں ایک سریہ آپنے عبداللہ بن جحش کی قیادت میں روانہ کیا گو آپنے انکو قتال کی اجازت نہ دی تھی مگر اتفاقًا انھوں نے قریش کے قافلہ کو دیکھکر حملہ کر دیا اور اس میں عبداللہ بن حضرمی قتل کر دیا گیا۔ کفار مکہ کو اس واقعہ کی جب خبر ہوئی تو ان کی آتش غضب بھڑک اٹھی دوسرے وہ پہلے ہی سے اس بات کے متمنی تھے کہ کسی بہانہ سے مسلمانوں کو پیس دیا جائے مسلمانوں کا مدینہ میں رہنا کب گوارا تھا۔ اس بہانہ سے قریش نے دوسرے قبائل کو اکسانا شروع کیا اور آنًا فانًا ایک ہزار کا لشکر جرار مع ہتھیار و سواری وغیرہ کے تیار کر لیا اور مدینہ کی طرف روانہ ہو گیا۔ مدینہ میں آپ کو جب پتہ چلتا ہے تو آپ صحابہ کرام کو جمع کرتے ہیں اور ان حالات سے سب کو مطلع کرتے ہیں تمام اصحاب رسول اپنی جانیں لڑانے کیلئے تیار ہو گئے حضورؐ نے اور حضرت ابو بکرؓ وغیرہ نے جاں نثارانہ تقاریر کیں جن سے مسلمانوں پر بہت زیادہ اثر پڑا انصار کو جب یہ معلوم ہوا کہ ہماری طرف بھی اشارہ ہو رہا ہے تو حضرت سعد بن عبادہ جوش میں آکر کھڑے ہو جاتے ہیں اور کہتے ہیں یا رسول اللہ قسم خدا کی اگر آپ ہم سے یہ فرمائیں کہ سمندر میں کود پڑو تو ہم ذرا دریغ نہ کریں گے ہم موسیٰؑ کے ساتھیوں کی طرح نہیں ہیں جنھوں نے کہدیا تھا کہ فَاذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَا اِنَّا هٰهُنَا قَاعِدُوْنَ۔ (موسیٰ! آپ اور آپ کے رب جا کر لڑیں ہم تو یہیں بیٹھے رہیں گے) بلکہ ہم آپ کے آگے پیچھے دائیں بائیں ہر طرف سے لڑیں گے۔ حضورؐ حضرت سعدؓ کی تقریر سنکر بہت متاثر ہوتے ہیں اور خوشی سے چہرہ چمک اٹھتا ہے۔ غرض آپ تین سو تیرہ جاں نثاروں کو لیکر شہر سے نکلتے ہیں۔ بعض کمسن بچے تھے ان کو واپس کر دیتے ہیں ان میں ساٹھ مہاجر اور باقی انصار تھے۔

مقام بدر پر پہنچتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ کفار نے پہلے ہی سے آکر اچھی جگہ اپنے پڑاؤ کی منتخب کرلی چنانچہ آپ بھی اسی مقام پر مع اپنے اصحاب کے قیام فرماتے ہیں۔

دونوں طرف صف آرائیاں شروع ہونے لگیں ایک طرف نہایت کمزور مٹھی بھر جماعت ہے اصحاب صفہ جیسے کمزور لوگ ہیں سامان حرب کی یہ حالت ہے کہ دو گھوڑے اور چند اونٹ ہیں۔ دوسری طرف سرداران قریش کا مسلح ایک ہزار کا لشکر جرار ہے ہر قسم کے سامان حرب موجود ہیں ہر شخص جنگ آزمودہ ہے۔

اس منظر کو حضور دیکھکر متاثر ہوتے ہیں کبھی سجدہ میں خدا کے سامنے گر کر فرماتے ہیں۔ خدایا! اگر آج تونے ہماری مدد نہ کی اور اس جماعت کو ہلاک کردیا تو آج سے تیرا نام لیوا بھی کوئی زمین پر باقی نہ رہیگا۔ اور کبھی اسقدر بے خودی طاری ہوجاتی ہے کہ کندھے پر سے چادر ہٹ جاتی ہے۔ حضرت ابوبکر سے یہ منظر دیکھکر رہا نہیں جاتا عرض کرنے لگے کہ حضور بس کیجئے خدا آپ کی ضرور مدد کرے گا۔ آخر آپ ان الفاظ سے فتح و نصرت کی پیش گوئی کرتے ہیں سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّونَ الدُّبُرَ۔ کافروں کو شکست ہوگی اور یہ منہ پھیر بھاگیں گے۔

چنانچہ جب مقابلہ شروع ہوا تو مسلمانوں کو زبردست فتح ہوئی کفار کے سرآوردہ لوگ بری طرح قتل کئے جاتے ہیں جیسے ابوجہل اور بعض دوسرے رؤساء بھی تھے جس سے تمام فوج کے قدم اکھڑ جاتے ہیں اور سب کے سب بھاگ جاتے ہیں مسلمان ان کا پیچھا کرکے ستر آدمیوں کو قید کرتے ہیں۔ مسلمانوں کے لشکر کی کفار کے مقابلہ میں کوئی حقیقت نہ تھی لیکن خدا تعالیٰ مسلمانوں کا ناصر و مددگار تھا فرماتا ہے وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ الآیہ مسلمانو اللہ نے تمہاری بدر میں مدد کی ورنہ تم تو بالکل حقیر اور ناچیز تھے۔ جن قیدیوں کو آپ نے قید کیا تھا ان کو جہاں اور قسم قسم کے فدیے لیکر چھوڑا وہاں ایک یہ فدیہ بھی مقرر کیا تھا کہ جو شخص مدینہ کے دس بچوں کو پڑھا لکھادے گا اس کی بھی رہائی ہوسکتی ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ مذہب اسلام کسقدر علم دوست مذہب ہے جسکی نظیر تمام مذاہب پیش کرنے سے قاصر ہیں۔ (باقی)

ہندی اسلام

ہے زندہ فقط وحدتِ افکار سے ملت
وحدت ہو فنا جس سے وہ الہام بھی الحاد

وحدت کی حفاظت نہیں بے قوتِ بازو
آتی نہیں کچھ کام یہاں عقل خداداد

اے مردِ خدا تجھ کو وہ قوت نہیں حاصل
جا بیٹھ کسی غار میں اللہ کو کر یاد

مسکینی و محکومی و نومیدیٔ جاوید
جس کا یہ تصوف ہو وہ اسلام کر ایجاد

ملا کو جو ہے ہند میں سجدے کی اجازت
ناداں یہ سمجھتا ہے کہ اسلام ہے آزاد

(ضرب کلیم)